عالمی دہشت گردی کا علاج۔گفتگو

ڈاکٹر اختر مہدی
جواہر لال نہرو یونیورسٹی

بیسویں صدی کے نصف آخر اور اکیسویں صدی کے اوائل میں دنیا کے مختلف حصوں میں ایسے واقعات رونما ہوئے جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ عالمی سطح پر غیر معمولی سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ثقافتی ہلچل مچ گئی بلکہ اس زمانے کی دنیا کی دو بڑی طاقتوں نے مختلف ممالک کے سلسلے میں جو محاسبات قائم کرر کھے تھے وہ پوری طرح غلط ثابت ہوگئے اور عالمی سیاسی وفوجی توازن میں ایسا اتار چڑھاؤ پیدا ہو اکہ عقل حیران ہوکر رہ گئی۔ ان اہم حوادث میں ایران میں رونما ہونے والے اسلامی انقلاب ، سوویت یونین کے ذریعہ افغانستان پر فوجی حملات، ایران پر عراق کی آٹھ سالہ تباہ کن جنگ، امریکہ کی سرپرستی میں افغانستان میں اسامہ بن لادن کی قیادت میں القاعدہ تنظیم کی تشکیل او رافغانستان پر اس کا قبضہ امریکہ کے ذریعہ طالبانی حکومت کی سرکاری شناخت ، ایران پر ۸ سالہ تباہ کن جنگ کا دباؤ ایران عراق کے درمیان جنگ بندی ،کویت پر عراق کا قبضہ اور کویت کی آزادی کے بہانہ خلیج فارس میں امریکی فوجی چھاؤنی کی تشکیل ، مشرقی بڑی طاقت سوویت یونین کی نابودی ، الجزائر میں NationalSalvation Front اور دیگر اسلامی وجمہوری تنظیموں کی نابودی، مہلک اسلحوں کی نابودی کے نام پر عراق پر خوفناک بمباری، ۱۱رستمبر نیویارک کے تجارتی مرکز کی نابودی، صلح کے نام پر فلسطین اور اسرائیل کے درمیان جنگ بندی ،فوجی پناہ گاہوں میں فلسطینی مظلوموں پر وحشیانہ بمباری، بوسنیا ،چیچنیا میں تاریخی نسل کشی، پھر صدام کی گرفتاری اور مہلک اسلحوں کی تلاش کے نام پر امریکی قیادت میں پوری اتحادی افواج کا عراق پر حملہ وعراقی عوام کا قتل عام اور اسامہ بن لادن کی جستجو میں اب تک افغانستان کے بے گناہ عوام کے قتل عام کا لامتناہی سلسلہ ہر روز حکومت امریکہ کی طرف سے دنیا کے مختلف ملکوں کو کسی نہ کسی چیز کے بہانے خوفناک نتائج کی دھمکی وغیرہ۔ منصفانہ غوروفکر سے کام لیتے ہوئے دیکھاجائے تو کیا یہ حوادث سرکاری عالمی دہشت گردی کا ناقابل فراموش نمونہ نہیں ہیں؟ کیا دہشت گردی کی روک تھام کے نام پر ان حوادث کوجنم دینا ایک عدیم المثال دہشت گردی نہیں

ہے؟ کیا اسامہ بن لادن نامی ایک سعودی شہری کی تلاش کے نام پر پورے ملک افغانستان پر خوفناک بمباری اور وہاں کے بے گناہ عوام کا قتل دہشت گردی نہیں ہے؟ کیا سرزمین عراق میں عرب ممالک کی دولت سے خریدے گئے امریکی اور اسرائیلی ساخت کے اسلحوں کے انبار کی نابودی کے نام پر عراقی عوام کو وحشیانہ مظالم کا شکار بنانا دہشت گردی نہیں ہے؟

یقیناً یہ تمام حوادث دہشت گردی کی جیتی جاگتی مثال ہیں لیکن اصل دشواری یہ ہے کہ ان واقعات کا رشتہ دنیا کی اکلوتی بڑی طاقت سے جڑا ہوا ہے جس کی باگ ڈور ایسے شخص کے ہاتھوں میں ہے جو عالمی گاؤں کی چودھراہٹ حاصل کرنے کے لئے لاکھوں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتا رسکتا ہے۔ جس نے طاقت کے ناجائز اور غیر انسانی استعمال کے ذریعہ دنیا میں رائج اصطلاحات کو نئے معنی ومفہوم عطا کردئے ہیں اور جس نے یہ اعلان کرتے ہوئے شرم نہیں محسوس کی کہ یا امریکہ کے ساتھ آجاؤ یا دہشت گردی کے ساتھ رہو۔ شاید ایسی ہی صورتحال کی تفسیر کے لئے شاعر نے یہ شعر پیش کیا تھا۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اگر یہ بات اسی حد تک رہتی تو ٹھیک تھا لیکن یہ سلسلہ آگے بڑھا اور ۱۱ر ستمبر کو نیویارک میں ہونے والے دھماکوں کے بعد راتوں رات کسی ٹھوس یا مشکوک ثبوت کے بغیر سامراجی طاقتوں نے امریکی قیادت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا اور دہشت گردی مخالف سرگرمیوں کی آڑ میں اسلام دشمنی اور مسلم کشی کا بازار گرم ہوگیا اگر چہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد عالمی سامراج کی اسلام دشمنی اور مسلم کشی پر مبنی سرگرمیاں شروع ہوگئی تھیں اور دو اسلامی ملکوں یعنی ایران وعراق کے درمیان طولانی جنگ ، دوران جنگ مہلک کیمیاوی اسلحوں کے استعمال اور تہران میں لگاتار بم دھماکوں کے ذریعہ اسلام دشمنی اور مسلم کشی کا سلسلہ جاری تھا لیکن اس زمانے میں ان بے گناہ مسلمانوں کو بنیاد پرست قرار دیتے ہوئے انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹا جارہا تھا اور اسلام ومسلمانوں کی رسوائی کے لئے یہ پروپگنڈہ کیا جارہا تھا کہ مسلمان ایک لڑاکو قوم ہے۔ یہ لوگ دنیا کے کسی کونے میں صلح وسلامتی کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے عاجز ہیں لیکن وہ اپنے اس ناپاک مشن میں اس لئے ناکام رہ گئے کہ طاقتور بم دھماکوں میں ایرانی پارلیمان کی عمارت خاک کے ڈھیر میں تبدیل ہوگئی ۔ ملک کے صدر ووزیر اعظم شہید ہو گئے اور شہید بہشتی نے امام خمینی کے دیگر

۲۷ ساتھیوں کے ہمراہ جام شہادت نوش کرلیا لیکن ایرانی عوام کے پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی بلکہ ایرانی عوام نے اپنے مثالی صبر سے یہ ثابت کردیا کہ عالمی سامراج کی عداوت ودشمنی کا مرکز ومحور صرف سرزمین ایران ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام ہے اور صلح وسلامتی اور انسان دوستی کی علمبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سامراجی طاقتیں دنیا کے ہر گوشہ میں مسلم کشی میں ہمہ تن سرگرم ہیں۔

لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ آخر اسلام اور مسلمانوں نے ایسا کون سا جرم کیا ہے کہ عالمی سامراج انکی عداوت اور نابودی پر کمر بستہ ہوگیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایران کے قائد عظیم المرتبت امام خمینی نے جب عالمی سطح پر اسلام کے حقیقی رنگ وروپ کو دنیا والوں کے سامنے پیش کیا اور اسلام پر چڑھائی گئی ملوکیت کی قلعی ایرانی شہداء کے خون کی گرمی پاکر پگھلنے لگی تو اسلام کا بشر دوست عدل پسند اور برابری طلب چہرہ نمایاں ہوگیا۔ ملت اسلامیہ عالم میں غیر معمولی بیداری کی لہر سی دوڑ گئی اور انصاف پسند غیر مسلم انسانی برادری بھی اسلامی جاذبیت کے دائرہ سے باہر نہ رہ سکی۔ اسلام کی روز افزوں مقبولیت نے عالمی سامراج پر دیوانگی طاری کردی چنانچہ منصوبہ بند اسلام دشمن تحریکوں اور سرگرمیوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایک طرف شعائر اسلامی کی بے حرمتی کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ابلیسی علامات وشیطانی آیات کی اشاعت ومسئلہ طلاق طلاق کے ذریعہ اسلامی ازدواجی قوانین میں بے بنیاد نقص اور کمی کی نشاندہی کی مہم چھیڑدی گئی اور مسلمان نوجوانوں کو فاسد جنسی حرکتوں کے دلدادہ بنایا جانے لگا۔ دوسری طرف رمضان المبارک کے مہینہ میں مسجدوں میں محو عبادت مسلمانوں پر گولیاں برساکر یہ دکھایا گیا کہ اسلام قتل وخونریزی اور تباہی وغارت گری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ان اسلام دشمن سرگرمیوں کے ذریعہ مقدس اسلامی فریضۂ جہاد کو بھی خوب خوب بدنام کیا گیا جبکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ عظیم الٰہی اور انسانی مقصد کی بقاو حفاظت کی راہ میں انجام پانے والا ہر عمل مذہب اسلام میں جہاد کا درجہ رکھتا ہے اور جہاد کے لئے مجاہد کے ہاتھوں میں تلوار وہتھیار کا ہونا لازمی نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عالمی سامراج نے یہ تمام کام کیوں انجام دیئے اور اسے اپنے اس ناپاک مشن میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ؟ اور آخر کار اس کا انجام کیا ہوگا اور عالمی انسانی برادری کو ایسے حالات میں کیا کرنا چاہئے۔

ظاہر ہے کہ ان تمام اسلام دشمن اور مسلم کش سرگرمیوں کا مقصد عالمی سطح پر ایسا ماحول سازگار کرنا تھا

کہ جب مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جائے تو عالمی برادری اسے فوراً تسلیم کرے اور اس دہشت گردی کی آڑ میں وہ اہم اسلامی اقتصادی ذخائر کو اپنے قبضہ میں کرے۔ گذشتہ دو تین برسوں کے دوران عراق اور افغانستان پر اپنے ناجائز تسلط کی وجہ سے سامراج نے اپنے زعم ناقص میں یہ سمجھ رکھا ہے کہ اب یہ دونوں ملک ان کے دائرہ اقتدار کا اٹوٹ حصہ بن گئے ہیں لیکن مظلوموں کی درد بھری آواز بے اثر نہیں ہوا کرتی۔ آگ برساتے ہوئے اسلحوں کے سامنے ان کی خاموشی کو ان کی شکست سے تعبیر کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اسلحوں سے زمین تو جیتی جاسکتی ہے انسانی قلوب پر فتح و کامرانی کا حصول قطعی ناممکن ہے اور اسلام جو دین الٰہی ہے اس کی نابودی کیسے ممکن ہے جبکہ خداوند عالم نے اس کی حفاظت کا وعدہ کررکھا ہے البتہ گذشتہ چند روز کے دوران عالمی سامراج نے دہشت گردی کی آڑ میں لندن اور دنیا کے دیگر علاقوں میں بے گناہ مسلمان نوجوانوں کا جو اعلانیہ قتل کیا ہے وہ نہایت تشویش ناک بات اور نہایت خطرناک کھیل ہے اور اگر دنیا کے ایک ارب مسلمانوں نے ان ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے خود کو غیر محفوظ محسوس کرلیا تو اس کے نامناسب نتائج بھی برآمد ہوسکتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ مختلف مذاہب وعقائد سے وابستہ اقوام عالم پر مشتمل عالمی انسانی برادری کا باہمی اعتماد شک کے دائرہ میں آجائے اور وہ ایک دوسرے سے محبت کے بجائے باہمی نفرت وعداوت پر کمر بستہ ہوجائیں۔ Huntington نے تہذیبوں کے درمیان ٹکراؤ جیسی تھیوری کے ذریعہ اسلام کی مقبولیت وبالادستی کے خوف سے عالمی سامراج بالخصوص وعیسائیت کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی نابودی کے ذریعہ اپنا دفاع کریں یہ مشورہ یقیناً حق بجانب نہیں ہے بلکہ تہذیبوں کے درمیان موجود اختلافات کو گفتگو کے ذریعہ بھی حل کیا جاسکتا ہے اور انسانی قدروں کی اشاعت وخوش حالی کی زمین ہموار ہوسکتی ہے۔ پس ایسے حالات میں عالمی انسانی برادری پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ عالمی سامراج پر دباؤ ڈالتے ہوئے اسے قتل وغارت گری اور اسلام دشمنی ومسلم کشی سے باز رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں کیونکہ اسلام ایک بے گناہ انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تعبیر کرتا ہے اور مسلمانوں سے اپنے ایمانی بھائیوں کے ساتھ ہی ساتھ اپنے انسانی بھائیوں سے دوستی اور محبت کا مطالبہ کرتا ہے اور انہیں یہ درس دیتا ہے کہ دیکھو اگر تمہارے ایمانی یا انسانی بھائی کوئی غلطی کربیٹھیں تو تم انھیں اسی طرح معاف کردینا جیسے تم یہ چاہتے ہو کہ خداوند عالم تمہاری خطاؤں کو معاف کردے۔